هل يقتل المسلم بالمرتد؟

مصنف

عمیر محمود صدیقی

اسلامی روحانی مشن

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
١	هل يقتل المسلم بالمرتد؟	4
٢	ایمان وکفر	5
٣	شریعت کی توہین اور استہزاء کا حکم	6
٤	مذاق میں کفر کرنا	17
٥	کیا مسلمان کو مرتد کے بدلے قتل کیا جائے گا؟	19
٦	مرتد	19
٧	ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل	21
٨	ایک صحابی کا ایک یہودیہ کو قتل کرنا	23
٩	حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل	24
١٠	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عزم	26
١١	حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کا عمل	27
١٢	شرح السير الكبير	28
١٣	المبسوط	29
١٤	القدوری	29
١٥	الجوهرة النيرة	29
١٦	الهداية	30
١٧	فتح القدير	30
١٨	البناية	31
١٩	فتاویٰ قاضی خان	32

٢٠	جامع الرموز	33
٢١	النتف	33
٢٢	الفتاویٰ الهندية	34
٢٣	كنز الدقائق	34
٢٤	البحر الرائق	35
٢٥	تبيين الحقائق	36
٢٦	احكام القرآن	36
٢٧	الفتاویٰ التاتار خانية	37
٢٨	در مختار	38
٢٩	رد المحتار	38
٣٠	خلاصہ	39
٣١	مصادرومراجع	41

هل يقتل المسلم بالمرتد؟

عمیرمحمودصدیقی(btm1432@gmail.com)

اللہ تبارک وتعالیٰ کی لاتعدادمخلوقات میں سے سب سے اعلیٰ واشرف ''انسان'' ہے۔جب اللہ رب العزت نے آسمانوں، پہاڑوں اور زمین پر اپنی امانت کو پیش فرمایا تو اپنی وسعت،صلابت اور پھیلاؤ کے باوجودانہوں نے اس امانت کے بارگراں کواٹھانے سے انکارکردیا کیونکہ ان میں اللہ کی صفات کا مظہر بننے اور خلافت کا بوجھ اٹھانے کی صلاحیت اور استعداد نہیں تھی۔دریاؤں کی روانی،سمندروں میں طغیانی،چاند کی نورانیت،سورج کی حرارت ،ہواؤں کا چلنا،پھولوں کی خوشبو،پرندوں کی چہچہاہٹ،کائنات کے رنگ،یہ سب کچھ انسان کے لیے بنایا گیا ہے۔اللہ رب العزت فرماتا ہے:

هو الذی خلق لكم ما فی الارض جميعا(البقرۃ۲:۲۹)

وہی ہے جس نے سب کچھ جوزمین میں ہے تمہارے لیے پیدا کیا۔

انسان کی جان ،مال ،نسب ،عزت اور دین کی عصمت وحفاظت کے لیے اللہ رب العزت نے حدودوقصاص کے قوانین عطا فرمائے ہیں۔قرآن حکیم نے ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے اور اسی طرح ایک انسانی جان بچانا تمام انسانیت کو زندہ کرنے کے مترادف ہے۔اگر یہی انسان معاشرے میں بدامنی اور فساد پھیلانے کا باعث بنے اور دوسروں کی جان،مال،عزت وآبرواس سے محفوظ نہ رہ سکیں تو اللہ کے قانون کے مطابق ایسا شخص سزا کا مستحق ہے۔قصاص میں قتل کرنا،چوری پر ہاتھ کاٹنا،تہمت لگانے پراسّی کوڑے لگنا،زنا پر سوکوڑے یا رجم کی سزا کا ملنا یہ تمام اللہ رب العزت کی مقررکردہ سزائیں ہیں۔بظاہر ایک شخص کو قصاص میں قتل کر کے اس کی جان کوتلف کردیا جاتا ہے لیکن قرآن حکیم کے مطابق اس میں زندگی ہے اور جو اللہ کے عطا کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم،فاسق اور اللہ سے اعراض کرنے والا ہے۔

ہر قانون ساز اسمبلی اپنے ملک میں امن وامان کو قائم کرنے کے لیے قانون سازی

کرتی ہے اور باغیوں، دہشت گردوں اور مفسدوں کو عبرتناک سزا دیتی ہے تا کہ دیگر مجرمین کی حوصلہ شکنی ہو اور پھر کوئی اس جرم کا ارتکاب نہ کر سکے۔ جو شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کسی اور دین کو اختیار کر لے یا ضروریات دین میں سے کسی بات کا انکار کر دے یا شریعت کی توہین کرے تو ایسا شخص مرتد ہے اس کی سزا اسلامی قانون کے مطابق ''موت'' ہے۔ پیش نظر مضمون کا مقصد دو باتوں کی وضاحت کرنا ہے۔ پہلی بات یہ کہ شریعت اسلامیہ کی توہین، استخفاف واستہزا بھی توہین رسالت کی طرح کفر ہے۔ جبکہ اس کے ساتھ ہم اس سوال کا جواب بھی تلاش کریں گے کہ کیا مرتد کے بدلے کسی مسلمان کو قتل کیا جا سکتا ہے؟ اگر قارئین مرتد کی سزا اور اصول تکفیر کے حوالے سے دلائل واصول کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو فقہ اسلامی کے گزشتہ شماروں میں راقم کے تحریر کردہ مقالوں کا مطالعہ فرمائیں۔

ایمان وکفر

اللہ رب العزت کی عطا کردہ تمام نعمتوں میں سے سب سے عظیم نعمت ''ایمان'' ہے اور یہی اللہ رب العزت کے نزدیک دنیا اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔ جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کا راستہ اختیار کر لے اس کے اعمال دنیا اور آخرت میں برباد کر دیئے جاتے ہیں اور کفر ہی کی حالت میں مرنا اس کو ابدی عذاب کا مستحق بنا دیتا ہے۔ کیونکہ دنیا وآخرت کی کامیابی اسی پر منحصر ہے اس لیے اہل ایمان کے لیے ''نواقض ایمان'' کا جاننا فرض ہے۔

شیخ ابن نجیم ایمان اور کفر کی تعریف کے بارے میں فرماتے ہیں:

الایمان تصدیق سیدنا محمد ﷺ فی جمیع ما جاء به من الدین ضرورة الکفر تکذیب محمد ﷺ فی شی مما جاء به من الدین ضرورة (الأشباہ والنظائر ج:۲/ص:۸۳)

ایمان ہمارے سردار محمد ﷺ کی ہر اس چیز میں تصدیق کا نام ہے جس کو آپ ﷺ دین میں سے بطور ضروریات کے لے کر مبعوث ہوئے

ہیں۔ کفر محمد رسول اللہ ﷺ کی ہر اس چیز میں سے کسی ایک چیز کی بھی تکذیب کا نام ہے جس کو آپ ﷺ ضروریات دین میں سے لے کر مبعوث ہوئے ہیں۔

جو شخص کسی بھی ایسے شرعی امر کا انکار کر دے جس کا ثبوت قطعی ہو یا توہین رسالت کا مرتکب ہو یا شریعت کی توہین کرے تو ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ (تفصیل کے لیے فقہ اسلامی کے حرمت تکفیر مسلم نمبر کا مطالعہ فرمائیں) بعض حضرات اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ پر سب وشتم کرنا ہی کفر ہے اور آپ ﷺ کی توہین کے زمرے میں آتا ہے جبکہ نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی توہین کفر نہیں۔ یاد رہے کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کو نعوذ باللہ گالی دینا قبیح ترین کفر ہے اسی طرح شریعت کی توہین کرنا اور اس کا مذاق اڑانا بھی کفر ہے۔

شریعت کی توہین اور استہزاء کا حکم

ایمان کا محور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ جس کا قلب محبت رسول ﷺ سے خالی ہو وہ ایمان کی دولت سے محروم ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اللہ رب العزت نے صاف الفاظ میں فرما دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والا دنیا وآخرت میں برباد اور نامراد ہے۔ جو شخص اللہ کے کسی بھی نبی کی توہین کرتا ہے وہ دراصل اللہ ہی کی توہین کرتا ہے کیونکہ انبیاء کرام مرسلین ہیں اور ان کو مبعوث فرمانے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس ہے اسی طرح سے جو شخص شریعت کے کسی حکم کی توہین کرتا ہے یا اس کا مذاق اڑاتا ہے تو یہ بھی درحقیقت نبی کریم ﷺ کی ہی توہین ہے کیونکہ شریعت کی توہین دراصل شارع کی توہین ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یحلفون بالله لکم لیرضوکم و الله و رسوله احق ان یرضوه ان کانوا مؤمنین الم یعلموا انه من یحادد الله و رسوله فان له نار

جهنم خالدا فيها ذلک الخزی العظیم(التوبۃ ۹:۶۲۔۶۳)

قسمیں اٹھاتے ہیں تمہارے سامنے اللہ کی تاکہ خوش کریں تمہیں حالانکہ اللہ اوراس کا رسول(ﷺ) زیادہ مستحق ہے کہ اسے راضی کریں اگر وہ ایماندار ہیں۔کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اوراس کے رسول(ﷺ) کی تو اس کے لیے آتش جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں۔

جب مسلمان رسول اللہ ﷺ کے حکم پر اپنی بے سروسامانی کے باوجود غزوۂ تبوک کے لئے تیاریاں کرنے لگے تو منافقین تمسخر اڑانے لگے۔ایک منافق نے کہا:''میں نے ان لوگوں سے زیادہ جھوٹے اور بزدل لوگ نہیں دیکھے''،اس کی مراد رسول اللہ ﷺ اور اہل ایمان تھے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو منافقین کی ان باتوں سے مطلع فرمایا۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو بلایا اور فرمایا تم نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں وہ کہنے لگے کہ ہم تو صرف مذاق اور دل لگی کر رہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا:

یحذر المنافقون ان تنزل علیهم سورة تنبئهم بما فی قلوبهم قل استهزءوا ان الله مخرج ما تحذرون و لئن سألتهم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب قل ا بالله و ایاته و رسوله کنتم تستهزء ون لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ان نعف عن طائفة منکم نعذب طائفة بانهم کانوا مجرمین

(التوبۃ ۹:۶۴،۶۵،۶۶)

منافقین اس بات سے ڈرتے ہیں کہ مسلمانوں پر کوئی ایسی سورت نازل کر دی جائے جو انہیں ان باتوں سے خبردار کر دے جو ان (منافقوں) کے دلوں میں (مخفی) ہیں۔فرما دیجئے:تم مذاق کرتے رہو، بیشک اللہ وہ (بات) ظاہر فرمانے والا ہے جس سے تم ڈر رہے

ہو۔اور اگر آپ ان سے دریافت کریں تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ہم تو صرف بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔فرما دیجئے: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ مذاق کر رہے تھے؟(اب) تم معذرت مت کرو، بیشک تم اپنے ایمان (کے اظہار) کے بعد کافر ہو گئے ہو، اگر تم میں ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں (تب بھی) دوسرے گروہ کو عذاب دیں گے اس وجہ سے کہ وہ مجرم تھے۔

ان آیات کے بارے میں امام ابوبکر جصاص رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و دل ایضا علی ان الاستهزاء بایات الله و بشی من شرائع الدین کفر من فاعله(احکام القرآن:ج:۲/ص:۱۸۳)

اور اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ اللہ کی آیات کے ساتھ اور شریعت میں سے کسی بھی چیز کے ساتھ استہزا اس کے فاعل کے ساتھ کفر ہے۔

اللہ رب العزت اور رسول اللہ ﷺ کے کسی حکم کا انکار کرنا گویا اللہ اور رسول کریم ﷺ کا ہی انکار کرنا ہے۔اسی طرح اگر کوئی فرد کسی شرعی حکم کو خفیف جانتا ہے، اس کا مذاق اڑاتا ہے، اس کی توہین کرتا ہے یا اسے قابل قدر شے نہیں سمجھتا تو یہ بھی انکار ہی ہے بلکہ انکار کی ادنی صورت ہے۔ایسے لوگوں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا گیا ہے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے سخت اجتناب کرنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللّهِ يُكَفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلاَ تَقْعُدُواْ مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُواْ فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذاً مِّثْلُهُمْ إِنَّ اللّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا(النساء ۴:۱۴۰)

اور بے شک (اللہ نے) تم پر کتاب میں یہ (حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم

سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جارہا ہے اوران کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو تم ان لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ وہ (انکار اور تمسخر کو چھوڑ کر) کسی دوسری بات میں مشغول ہوجائیں۔ ورنہ تم بھی انہی جیسے ہوجاؤ گے۔ بیشک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں جمع کرنے والا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی آیات، اس کے رسل علیہم السلام اور احکامات کا مذاق اڑانا، ان کا استخفاف کرنا، کفار اور منافقین کا طریقہ ہے۔ جو شخص اس گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے اور آخرت میں اس کے لئے سخت عذاب اور رسوائی ہے۔

حضرت امام عمر نسفی فرماتے ہیں:

و الاستهانة بها كفر و الاستهزاء على الشريعة كفر

(العقائد النسفیۃ:ص:۱۶۸)

اور شریعت کی توہین کرنا کفر ہے اور شریعت کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

اس کی شرح میں سعد الدین تفتازانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لأن ذلك من امارات التكذيب (شرح العقائد النسفیۃ:ص:۱۶۸)

کیونکہ یہ تکذیب (جھٹلانے) کی علامات میں سے ہے۔

حضرت امام دبوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

الا أن يتركها استخفافا بها فيكفر أو يفسق لأن ذلك ينصرف الى واضعها

(تقویم الأدلۃ:ص:۹۷)

اگر کوئی سنت کو استخفافا ترک کردیتا ہے تو وہ کافر ہوجائے یا فاسق ہوگا کیونکہ اس صورت میں یہ استخفاف اس کے وضع کرنے والے یعنی نبی کریم ﷺ کا استخفاف ہوگا۔

علامہ حصنی فرماتے ہیں:

(و يفسق تاركه) لوجوب العمل (بلا عذر) اكراه و لا استخفاف (افاضۃ الأنوار:ص:۱۶۴)

یعنی امر شرعی کو بلا عذر ترک کرنے والا فاسق ہوگا کیونکہ اس پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے۔ لیکن اگر اسے مجبور کیا جائے تو اس صورت میں وہ فاسق بھی نہیں ہوگا البتہ اسے خفیف سمجھ کر ترک کرنے کی صورت میں وہ فرد کافر ہوجائے گا۔

اس کی شرح میں علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(قوله و لا استخفاف) و الا فهو كافر (نسمات الأسحار:ص:۱۶۴)

آپ کا استخفاف کی قید لگانے کا فائدہ یہ ہے کہ اگر اس نے استخفاف کے ساتھ اسے ترک کیا تو وہ کافر ہوجائے گا۔

اس بارے میں ابن ملک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

احترز به عن الاكراه الأن يكون تاركا على وجه الاستخفاف فحينئذ يكفر لأن الاستخفاف با لشرائع كفر

(شرح منار الأنوار:ص:۱۹۵)

آپ نے 'اکراہ' فرما کر اکراہ سے احتراز کیا ہے یعنی مجبوری کی حالت میں کرنے پر وہ فاسق بھی نہیں ہوگا۔ لیکن اگر اس نے استخفاف کے طور پر فرض کو ترک کیا تو وہ کافر ہوجائے گا کیونکہ امر شرعی کا استخفاف کفر ہے۔

حضرت امام بن ہمام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لأن مناط التكفير و هو التكذيب أو الاستخفاف بالدين

(المسایرۃ:ص:۲۲۹)

کیونکہ کسی کو کافر قرار دینے کا مدار تکذیب پر ہے یا دین کا استخفاف کرنے پر ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

الهازی أو المستهزئ اذا تکلم بکفر استخفافا و استهزاء و مزاحا یکون کفرا عند الکل و ان کان اعتقاده خلاف ذلک (الفتاویٰ الهندیۃ: ج:۲/ص:۲۷۶)

مذاق اڑانے یا مذاق اڑوانے والا جب زبان سے کلمہ کفر بہ استخفاف یا استہزاء کے طور پر ادا کرے گا تو یہ تمام کے نزدیک کفر ہوگا۔ اگر چہ اس کا اعتقاد اس کے خلاف ہو۔

شیخ ابن تیمیہ نقل فرماتے ہیں:

و کذلک نقل عن الشافعی أنه سئل عمن هزل بشئ من آیات الله _تعالیٰ_ أنه قال: هو کافر و استدل بقول الله تعالیٰ: قل أبالله و ء ایاته و رسوله کنتم تستهزء ون لا تعتذروا قد کفر تم بعد ایمانکم (التوبۃ ۹: ۶۵-۶۶)

(الصارم المسلول: ص: ۳۵۳)

اور اسی طرح حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے کہ آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کی کسی بھی نشانی کا مذاق اڑاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ کافر ہے اور آپ نے اس آیت مقدسہ سے استدلال فرمایا: فرما دیجئے: کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول (ﷺ) کے ساتھ مذاق کر رہے تھے؟ (اب) تم معذرت مت کرو، بیشک تم اپنے ایمان (کے اظہار) کے بعد کافر ہو گئے ہو، اگر تم

میں ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں (تب بھی) دوسرے گروہ کو عذاب دیں گے اس وجہ سے کہ وہ مجرم تھے۔

فقہائے عظام کے بیان کردہ ان تمام اصولوں اور قواعد سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شرعی حکم کا استخفاف کرنا کفر ہے کیونکہ استہزاء، استحقار اور استخفاف انکار کی ادنی صورتیں ہیں۔ لیکن اگر حکم شرعی کو سستی کی وجہ سے چھوڑ دیا جائے تو اسے کافر قرار نہیں دیا جائے گا۔

علامہ علاؤالدین حصکفی فرماتے ہیں:

وصلاته حاسرا أي کاشفا رأسه للتکاسل و لا بأس به للتذلل و أما للاهانة بها فکفر (درمختار: ج:۲/ص: ۴۰۷-۴۰۸)

کسی کا سستی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے تاہم اگر یہ عاجزی کے لئے ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر نماز کی توہین کے لئے ہو تو کفر ہے۔

یعنی اگر کوئی شخص سستی کے باعث ننگے سر نماز پڑھے تو اس میں کراہت ہے البتہ عاجزی کے لئے درست ہے لیکن اگر نماز کی اہانت کے لئے سر کو ننگا کرے گا تو یہ کفر ہوگا۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

لو صلی رجل مکشوف الرأس و هو یجد عمامة ان کان للتذلل و التضرع لا بأس به و ان کان علی وجه التهاون یکره (فتاوی قاضی خان: ج:۱/ص:۶۶)

اگر کسی شخص نے ننگے سر نماز ادا کی جبکہ اس کے پاس عمامہ بھی تھا تو اگر یہ عاجزی و انکساری کے لئے ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر یہ ''تہاون'' کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔

یہاں فقہاء کی ''تہاون'' سے مراد سستی کی وجہ سے یا ٹوپی پہننے کو اہم امر نہ سمجھتے ہوئے ننگے سر نماز ادا کرنا ہے۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لـلتـكاسل :أي لأجل الكسل ،بأن استقثل تغطيته و لم يرها أمـرا مهـمـا فـي الـصلاة فتركها لذلک،و هذا معنى قولهم تهاونا بالصلاة و ليس معناه الاستحفاف بها و الاحتقار لأنه كفر (ردالمختار:ج:۲/ص:۴۰۷)

للتکاسل: کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص سستی کی وجہ سے سرکو نہ ڈھانکے جیسے اپنے سرکو ڈھانکنا بوجھ سمجھے اور نماز کے لئے اسے کوئی ضروری کام نہ سمجھتے ہوئے کردے۔ یہاں تہاون سے یہی (سستی کے طور پر اس عمل کو ترک کرنا ہے) مراد ہے۔اس کا مطلب نماز کی تحقیر اور اسے ہلکا جانتے ہوئے کرنا نہیں ہے کیونکہ یہ کفر ہے۔

حضرت علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(مـن هـزل بـلـفـظ كفر ارتد و ان لم يعتقده للاستخفاف)أي تـكـلـم به باختيار غير قاصد معناه و هذا لا ينافي ما مر من أن الايـمـان هـو التـصديق فقط أو مع الاقرار لأن التصديق و ان كان موجودا حقيقة لكنه زائل حكما لأن الشارع جعل بعض الـمعاصي أمارة على عدم وجوده كالهزل المذكور و كما لو سـجـد لصنم أو وضع مصحفا في قاذورة فانه يكفر و ان كان مـصـدقـا لان ذلک فـي حـكم التكذيب كما افاده في شرح الـعـقـائـد، و أشـار الـى ذلک بقوله: ”للاستخفاف“فان فعل ذلک استخفافا و استهانة بالدين فهو أمارة عدم التصديق (ردالمختار:ج:۶/ص:۳۵۶)

(جس نے کلمہ کفر کے ساتھ مذاق کیا تو وہ استخفاف کی وجہ سے مرتد ہو

جائے گا اگر چہ وہ اس کا اعتقاد نہ رکھتا ہو) یعنی جس نے کلمہ کفر اپنے اختیار سے اس کے معنی کا ارادہ نہ کرتے ہوئے کہا تو وہ کافر ہو جائے گا۔اس سے اس بات کی نفی نہیں ہوتی جس کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے کہ ایمان محض اقرار کے ساتھ تصدیق کا نام ہے۔تصدیق اگر چہ حقیقتا موجود ہو لیکن وہ حکما زائل ہو جاتی ہے کیونکہ شارع نے بعض گناہوں کو عدم تصدیق کی علامت قرار دیا ہے۔جیسے مذکورہ مذاق اور بت کو سجدہ کرنا یا مصحف کو گندگی میں پھینک دینا ،اگر کسی نے یہ کام کئے تو وہ کافر ہو جائے گا اگر چہ وہ تصدیق کرنے والا ہو کیونکہ حکما جھٹلانا ہی ہے۔جیسا کہ شرح عقائد میں ذکر ہے۔آپ نے اس طرف ”للاستخفاف“ کہہ کر اشارہ کیا ہے۔اگر اس نے یہ استخفاف کے لئے کیا اور دین کی توہین کے لئے کیا تو یہ تصدیق کے معدوم ہونے کی علامت ہے۔

محیط برہانی میں ہے:

رجـل قـال مـع اخـر :كلما كان يأكل رسول صلى الله عليه والـه وسـلـم كـان يـلـحـس أصـابعـه الثلاث.فقـال ذلک الـرجل(نعوذ بالله):اين بى ادبى است.فهذا كفر.....رجل قـال لاخـر :احـلـق رأسک و قـلـم أظـفارک فان هذا سنة رسول الله صلى الله عليه و اله وسلم فقال ذلک الرجل لا أفـعـل و ان كـان سـنة فهـذا كفر لأنه قال ذلک على سبيل الانـكـار و الرد و كذا في سائر السنن خصوصا في سنة هي معروفة و ثبوتها بالتواتر كالسواک و غيره

(المحیط البرهانی:ج۷/ص:۴۰۸)

ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کھانے کے بعد اپنی مبارک تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔اس پر اس شخص نے کہا (نعوذ باللہ) ''یہ بے ادبی ہے۔'' یہ کفر ہے۔۔۔۔اسی طرح ایک شخص نے دوسرے سے کہا اپنا سر منڈوا دو یا اپنے ناخن کاٹ لو یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔اس پر دوسرے شخص نے کہا اگر چہ یہ سنت ہو میں یہ کام نہیں کروں گا۔یہ کفر ہے کیونکہ اس نے اس یہ بات انکار اور رد کے طور پر کہی ہے۔یہی حکم تمام سنتوں کا ہے،خاص طور پر ان سنتوں کا جو معروف ہیں اور ان کا ثبوت تواتر سے ہے جیسے مسواک وغیرہ۔

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

و لو قال رجل لغيره :كان رسول ﷺ يحب كذا بأن قال مثلا يحب القرع ،فقال ذلک الغير انا لا أحبه فهذا كفر هكذا روي عن أبي يوسف نصا،و حكى عن أبي يوسف أنه كان جالسا مع هارون الرشيد على المائدة فروى عن النبي صلى الله عليه واله وسلم حديثا أنه كان يحب القرع فقال حاجب من حجابه:أما أنا فلا أحبه فقال أبو يوسف :يا امير المؤمنين انه كفر فان تاب و اسلم و الا فاضرب عنقه فتاب و استغفر الله تعالىٰ حتى امن القتل ذكره في الظهيرية (التاتارخانیۃ: ج:۵/ص:۳۲۷)

اور اگر کسی آدمی نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ شے پسند فرماتے تھے مثلاً اس نے کہا کہ آپ ﷺ کدو پسند فرماتے تھے تو اس دوسرے شخص نے کہا میں اسے پسند نہیں کرتا،تو یہ کفر ہے۔اسی طرح امام

ابو یوسف علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ آپ ہارون رشید کے دستر خوان پر تشریف فرما تھے۔آپ نے نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی کہ آپ ﷺ کو کدو کھانا پسند تھے۔بادشاہ کے ایک دربان نے کہا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں تو اسے پسند نہیں کرتا ہوں۔آپ نے فرمایا:اے امیر المؤمنین اس نے کفر کیا ہے اگر یہ توبہ کر لے اور اسلام قبول کر لے تو بہتر ورنہ اس کی گردن مار دیجئے۔اس نے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی یہاں تک کہ قتل سے محفوظ ہو گیا۔اسی طرح ظہیریہ میں ہے۔

حضرت قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اعلم وفقنا الله و اياک ان جميع من سب النبي ﷺ أو عابه أو الحق به نقصا في نفسه أو نسبه أو دينه أو خصلة من خصاله أو عرض به أو شبهه بشيء على طريق السب له أو الازراء عليه أو التصغير لشأنه أو الغض منه و العيب له فهو ساب له و الحكم فيه حكم لساب يقتل

(الشفا: ج:۲/ص:۲۱۴)

جان لو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں توفیق عطا فرمائے کہ جس کسی شخص نے نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) گالی دی یا آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات اقدس یا آپ ﷺ کے دین یا آپ ﷺ کی عادات مبارکہ میں سے کسی عادت کے ساتھ کسی نقص کو ملحق کیا یا اشارتاً آپ ﷺ کے لئے کوئی نا مناسب بات کہی یا آپ ﷺ کو کسی شے کے ساتھ (نعوذ باللہ) گالی کے طور پر تشبیہ دی یا آپ ﷺ پر عیب لگایا یا آپ ﷺ کے لئے اسم تصغیر (اہانت کے طور پر) استعمال کیا یا آپ ﷺ کی شان و قدر کو گھٹانے کی

کوشش کی یا آپ ﷺ کی طرف کسی برائی کی نسبت کی تو وہ درحقیقت ان تمام صورتوں میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر سب وشتم کرنے والا ہے۔اوراس کاحکم شاتم کا ہے یعنی اسے قتل کیا جائے گا۔

فقہائے کرام کی ان تمام عبارات سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح شارع کی توہین واستہزا کفر ہے اسی طرح سے آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی امر کی توہین بھی کفر ہے۔پس اگر کوئی شخص اللہ اوراس کے رسول ﷺ کی بیان کردہ کسی شرعی حد یا سزا کو ''اسود'' قرار دے یا اسے سخت،ظالم اور غیر انسانی کہے اوراس کے ساتھ ساتھ اگر وہ کسی ملک کے آئین کا حصہ ہوتو اسے ختم کرنے یا اس میں ایسی تبدیلی لانے کی کوشش کرے جس کی وجہ سے توہین رسالت کرنے والے کو تحفظ ملے یا سزائے موت نہ مل سکے تو یہ تمام تر باتیں توہین امر شارع کے زمرے میں آتی ہیں اور ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

مذاق میں کفر کرنا

اگر کوئی شخص مذاق میں کفر کرتا ہے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اگر چہ اصلا وہ اس کا اعتقاد نہ رکھتا ہو۔صاحب منار فرماتے ہیں:

و الهزل بـا لردة كفر لا بما هزل به لكن بعين الهزل لكون الهزل استخفافا بالدين (المنار:ص:٢٦٧)

اورارتداد کے ساتھ مذاق کرنا کفر ہے،جس چیز کے ساتھ اس نے مذاق کیا ہے اس وجہ سے نہیں بلکہ عین مذاق کی وجہ سے،کیونکہ اس طرح کا مذاق دین کا استخفاف ہے۔

اسکی شرح میں علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

لأن الهازل راض بـاجراء كلمة الكفر على لسانه ،و الرضا بـذلک استخفاف بالدين و هو كفر بالنص ،قال تعالىٰ .لئن

سألتهم ليقولن انما كنا نخوض و نلعب قل أ بالله و اياته و رسوله كنتم تستهزء ون لا تعتذروا قد كفرتم بعد ايمانكم(التوبة٩ :٦٥.٦٦) .**بالاجماع**

(نسمات الاسحار:ص:٢٦٧)

کیونکہ مذاق کرنے والا کلمہ کفر کو زبان پر جاری کرنے میں راضی ہے اور اس کے ساتھ راضی ہونا دین کے ساتھ استخفاف ہے اور یہ بالا جماع قرآن کی نص سے کفر ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:اوراگر آپ ان سے دریافت کریں تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ ہم تو صرف (سفر کاٹنے کے لئے) بات چیت اور دل لگی کرتے تھے۔فرما دیجئے: کیا تم اللہ اوراس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کررہے تھے؟(اب)تم معذرت مت کرو،بے شک تم اپنے ایمان (کے اظہار) کے بعد کافر ہوگئے ہو۔

علامہ حصکفی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں:

من هزل بلفظ كفر ارتد و ان لم يعتقده للاستخفاف فهو ككفر العناد(الدرالمختار:ج٦/ص:٣٥٦)

جس نے کلمہ کفر کے ساتھ مذاق کیا اگر چہ وہ اس کا اعتقاد نہ رکھتا ہو وہ استخفاف دین کی وجہ سے مرتد ہو جائے گا۔یہ کفر عناد کی طرح ہے۔

اس سے یہ واضح ہوا کہ کفر کے کلمات یا اعمال مذاق میں اپنے اختیار سے کہنا یا کرنا بھی کفر ہیں کیونکہ یہ دین کا استخفاف کرنا ہے جو کہ دین کو جھٹلانے کی علامت ہے۔پس ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

کیا مسلمان کو مرتد کے بدلے قتل کیا جائے گا؟

ارتداد افتعال کے وزن پر ہے جسکا مادہ ''رد'' ہے۔عربی زبان میں ''الرد'' کے معنی کسی چیز کے لوٹنے اور پھرنے کے ہیں۔اسی سے **الردة عن الاسلام** اسلام سے پلٹنے یا رجوع کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ابن منظور افریقی فرماتے ہیں:

و ارتد فلان عن دينه اذا كفر بعد اسلامه

(لسان العرب:ج:۳/ص:۱۷۳)

جب کوئی شخص اسلام لانے کے بعد کفر کرتا ہے تو کہا جاتا ہے **ارتد عن دينه** یعنی وہ اپنے دین سے پھر گیا۔

ارتد کا اسم فاعل مرتد ہے یہ دراصل ''مرتدِد'' بروزن ''مُفْتَعِلٌ'' تھا جب ایک ہی جنس کے دو حروف اس میں مجتمع ہوئے تو ثقالت سے بچتے ہوئے دال اولیٰ کا دال ثانیہ میں ادغام کر دیا گیا تو یہ مُرْتَدٌّ بن گیا۔الردۃ اور ارتداد کے بارے میں امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

و الارتداد و الرِّدة الرجوع فى الطريق الذى جاء منه لكن الردة تختص بالكفر والارتداد يستعمل فيه و فى غيره (المفردات:ص:۱۹۳)

ارتداد اور الردۃ سے مراد کسی کا اسی راستے کی طرف لوٹنا ہے جہاں سے وہ آیا ہے لیکن الردۃ کفر کے ساتھ خاص ہے اور ارتداد کفر اور دیگر معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مرتد

اصطلاح شریعت میں مرتد سے مراد وہ عاقل، بالغ، غیر مکرہ شخص ہے جو ایمان لانے کے بعد دین اسلام کو چھوڑ دے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، رسالت، ختم نبوت اور نماز کی فرضیت کا انکار

کرنے والا یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کرنے والا یا امر شارع کا استخفاف واستہزا کرنے والا۔

ہم یہاں بہت سی ابحاث سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اس نکتے کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص توہین رسالت یا استخفاف واستہزائے شریعت کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے اور علمائے اسلام اس کے مرتد ہونے کا فیصلہ فرما دیں تو ایسے شخص کی سزا موت ہے۔اس سزا کا نفاذ کرنا حکومت اسلامیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کے دین کی حفاظت کرتے ہوئے ایسے شخص کو سزا دے تا کہ کوئی اور دریدہ وگندہ دہن رسول اللہ ﷺ اور شریعت کی توہین کی جرأت نہ کر سکے۔امام وقت، قاضی اور سلطان پر فرض ہے کہ وہ اللہ رب العزت کے دین کے مطابق فیصلہ کرتے ہوئے اللہ کی حدود اور اسلامی سزا کو نافذ کریں۔ پاکستان کے علما کے مابین اس بارے میں ایک مسئلہ بہت زیادہ زیر بحث رہا ہے اور وہ یہ کہ اگر حکومت کے سزا دینے سے قبل کسی مرتد کو کوئی غیر حاکم بغیر اذن امام قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے قتل کر دے تو کیا اس کو قصاصاً قتل کیا جائے گا؟ یا اسی طرح سے اگر حاکم وقت کا اس مرتد کو سزا دینے کا کوئی ارادہ بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر کوئی مسلمان اس مرتد کو قتل کر دے تو کیا اس کو سزائے موت دی جائے گی؟ بعض علما نے تو یہاں تک کہا ''اگر کوئی ایسا جملہ بولے جو گستاخی رسول ﷺ پر منتج ہو اور یہ ثابت بھی ہو جائے تب بھی کسی فرد کو قانون ہاتھ میں لے کر قتل کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا اگر وہ ایسا کرے تو وہ قاتل ہے اور اس کی سزا موت ہے۔''

بلا لیت ولعل یہ بات درست ہے کہ مرتد کو سزا دینا حکومت کا کام ہے اور اور کسی فرد کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ خود قانون کو ہاتھ میں لے کر کسی مرتد کو قتل کرے تاہم ایک طالب علم کی حیثیت سے ہم دلائل کی بنیاد پر اس بات سے اختلاف کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص کا مرتد ہونا ثابت ہو جائے اور اس کو کوئی مسلمان قتل کر دے تو اس مسلمان کو اس مرتد کے بدلے قتل کیا جائے گا۔اگر کوئی شخص شارع یا امر شارع کا استخفاف واستہزا کرے اور یہ ثابت بھی ہو جائے تو اس کو قتل کرنے

کی کسی فرد کو ہرگز اجازت نہیں تاہم اگر حکومت کے اقدام سے قبل ہی کوئی مسلمان اس مرتد کو قتل کر دے یا حکومت کا اس کو سزا دینے کا ارادہ نہ ہو اور کوئی مسلمان اس کو قتل کر دے تو اگرچہ اس مسلمان کو بحیثیت فرد قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے تھا تاہم اس مسلمان کو اسلامی قانون کے مطابق مرتد کے بدلے میں قتل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ مرتد مباح وحلال الدم ہوتا ہے اور ارتداد کی وجہ سے اس کے خون کی عصمت باطل ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی مسلمان اس کو قتل کر دے تو قصاصا اس کو قتل نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضمن میں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ مرتد کے احکام ایک عام کافر سے مختلف ہیں۔ ہمارے فقہا نے اسلامی قانون کی کتب میں مرتد کے احکام پر الگ ابواب باندھے ہیں۔ مثال کے طور پر اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے اور ان کی عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن اگر کوئی مسلمان نصرانیت اختیار کر کے مرتد ہو جائے تو اس کا ذبیحہ جائز نہیں اور نہ ہی مرتد ہو کر نصرانی ہونے والی عورت سے کوئی مسلمان نکاح کر سکتا ہے۔ اب ہم اس بات کی وضاحت میں دلائل پیش کریں گے اور فقہا کرام کی عبارات کی روشنی میں اس مسئلے کو بیان کریں گے۔

(۱) ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کا عمل

حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حدثنا عباد بن موسیٰ الختلی نا اسمعیل بن جعفر المدنی عن اسرائیل عن عثمان الشحام عن عکرمة قال نا ابن عباس ان اعمی کانت له ام ولد تشتم النبی ﷺ و تقع فیه فینهاها فلا تنتهی و یزجرها فلا تنزجر قال فلما کانت ذات لیلة جعلت تقع فی النبی ﷺ و تشتمه فاخذ المغول فوضعه فی بطنها و اتکأ علیها فقتلها فوقع بین رجلیها طفل فلطخت ما هناک بالدم فلما اصبح ذکر ذلک للنبی ﷺ فجمع الناس فقال انشدا لله رجلا فعل ما فعل لی علیه حق الاقام

فقام الاعمی یتخطی الناس و هو یتزلزل حتی قعد بین یدی النبی ﷺ فقال :یا رسول الله ﷺ انا صاحبها کانت تشتمک و تقع فیک فانها ها فلا تنتهی و ازجرها فلا تنزجر ولی منها ابنان مثل اللؤ لؤتین و کانت بی رفیقة فلما کان البارحة جعلت تشتمک و تقع فیک فاخذت المغول فوضعته فی بطنها و اتکأت علیها حتی قتلتها فقال النبی ﷺ:الا اشهدوا ان دمها قد هدر

(سنن أبی داود: باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ، رقم الحدیث:۴۳۶۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک ام ولد تھی۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو (نعوذ باللہ) گالی دیتی تھی اور غیبت کرتی تھی۔ وہ صحابی اسے منع کرتے تھے لیکن وہ رکتی نہیں تھی۔ وہ اسے ڈانٹتے تھے لیکن وہ ڈرتی نہیں تھی۔ ایک دفعہ رات کو وہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی (نعوذ باللہ) غیبت کرنے لگی اور گالیاں دینے لگی تو اس صحابی رضی اللہ عنہ نے پھاوڑا لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ دیا، اس پر ٹیک لگایا اور اسے قتل کر دیا۔ ان کی دونوں ٹانگوں کے درمیان ایک بچہ گرا اور وہ عورت خون میں لت پت ہو گئی۔ جب صبح ہوئی تو اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے بھی یہ کام کیا ہے میں اسے اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں میرا اس پر حق ہے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ وہ نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے آگے آئے۔ وہ لرز رہے تھے یہاں تک آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ

میں اس کا آقا ہوں۔ یہ آپ ﷺ کو (نعوذ باللہ) گالی دیتی تھی اور غیبت کیا کرتی تھی۔ میں اسے روکتا تھا اور ڈانٹتا تھا لیکن یہ نہ رکتی تھی اور نہ ہی ڈرتی تھی۔ میرے اس سے دو بچے بھی ہیں جو موتی کی طرح ہیں۔ یہ مجھے بہت محبوب تھی۔ گزشتہ رات اس نے (نعوذ باللہ) آپ علیہ الصلاۃ و السلام کی غیبت کی اور گالیاں دینا شروع کیا۔ میں نے پھاوڑا لیا اور اس کے پیٹ پر رکھ کر ٹیک لگایا یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خبردار گواہ بن جاؤ اس کا خون باطل ہے۔

آپ ﷺ نے اس توہین کرنے والی عورت کے خون کو باطل قرار دیا اور اس صحابی پر جنہوں اپنی انفرادی حیثیت میں اس کو قتل کیا قصاص، دیت یا تاوان واجب نہیں کیا۔ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ کے مبارک الفاظ ''الا اشهدوا ان دمها قد هدر'' انتہائی قابل غور ہیں۔ جو اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اگر کوئی فرد توہین رسالت پر کسی مرتد کو قتل کر دے تو اس مرتد کا خون باطل ہوگا اور قاتل پر کوئی چیز نہ ہوگی۔

(۲) ایک صحابی کا ایک یہودیہ کو قتل کرنا

حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حدثنا عثمان بن ابی شیبة و عبد الله بن الجراح عن جریر عن مغیرة عن الشعبي عن علی ان یهودیة کانت تشتم النبی ﷺ و تقع فیه فخنقها رجل حتی ماتت فابطل رسول الله ﷺ دمها

(سنن أبي داوٗد: باب الحکم فیمن سب النبی ﷺ، رقم الحدیث: ۴۳۶۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ پر (نعوذ باللہ) سب وشتم کرتی تھی اور آپ ﷺ کی (العیاذ باللہ)

غیبت کرتی تھی تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار دیا، نبی کریم ﷺ نے اس کا خون باطل (یعنی مباح) قرار دیا۔

یہ حدیث اس بات پر واضح دال ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی انفرادی حیثیت میں توہین رسالت کرنے والی یہودی عورت کو گلا گھونٹ کر قتل کر دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے خون کو باطل قرار دے دیا۔ حدیث کے الفاظ **فابطل رسول الله ﷺ دمها** اس پر دلالت کرتے ہیں کہ اس صحابی کا بطور فرد اس عورت قتل کرنے کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے خون کو باطل قرار دیا اور اور صحابی پر قصاص، دیت یا تاوان کو واجب نہیں کیا۔

(۳) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل

بشر نامی شخص اور ایک یہودی کے درمیان کسی مسئلے پر تنازع ہوا۔ اس یہودی نے کہا کہ محمد (ﷺ) کے پاس چلو۔ بشر نے کہا بلکہ کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں۔ جب یہودی نے زیادہ اصرار کیا تو وہ شخص جو خود کو مسلمان ظاہر کر رہا تھا اس یہودی کے ساتھ مجبورا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اس یہودی کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ جب وہ دونوں وہاں سے نکلے تو بشر نے کہا کے میں راضی نہیں ہوتا، ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس چلو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ وہ شخص پھر بھی راضی نہ ہوا۔ اس نے کہا عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلو۔ وہ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ یہودی نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے مگر یہ شخص راضی نہیں ہو رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے پوچھا: کیا اسی طرح ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تم ذرا ایسے ہی رہو میں تمہارے پاس آتا ہوں۔ آپ گھر میں داخل ہوئے تلوار اٹھائی پھر اس شخص کی گردن تن سے جدا کر دی جو خود کو مسلمان کہہ رہا تھا۔ پھر فرمایا: **هکذا اقضی علی من لم یرض بقضاء الله و رسوله** (ﷺ) جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے پر راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اس طرح کر دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ

کو جب یہ معلوم ہوا تو فرمایا: انت الفاروق ۔ اے عمر! تم فاروق ہو۔ اس واقعے پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مقدسہ نازل فرمائی:

فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم ثم لا یجدوا فی انفسهم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما (النساء۴:۶۵)

پس (اے حبیب ﷺ) آپ کے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے درمیان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنالیں پھر اس فیصلہ سے جو آپ صادر فرمادیں اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور (آپ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

اس تمام واقعے کو امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے اپنی تفسیر میں بیان فرمایا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن: ج:۵/ص:۲۵۳۔۲۵۴)

یہ واقعہ تفسیر بغوی، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر زاد المسیر، تفسیر اللباب، الدر المنثور، تفسیر خازن میں بھی نقل کیا گیا ہے۔☆

امام قرطبی فرماتے ہیں:

فکل من اتهم رسول الله ﷺ فی الحکم فهو کافر....و کل من لم یرض بحکم الحاکم و طعن فیه و رده فهی ردة یستتاب. و اما ان طعن فی الحاکم نفسه لا فی الحکم فله تعزیره و له ان یصفح عنه

(الجامع لاحکام القرآن: ج:۵/ص:۲۵۶)

پس جس کسی نے رسول اللہ ﷺ کو حکم میں متہم کیا تو وہ کافر ہے۔۔۔۔۔اور ہر کوئی جو حاکم کے حکم پر راضی نہ ہوا اور اس میں طعنہ دے اور اس کو رد کر دے تو یہ ارتداد ہے اس سے توبہ طلب کی جائے گی اور

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہ حاکم کی ذات کے بارے میں طعن کرے نہ کہ اس کے حکم میں تو اس کے لیے تعزیر ہے اور قاضی کو چاہیے کہ اس کو معاف کر دے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تائید اس بات کی دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل درست تھا۔ امام قرطبی نے حاکم کے شرعی حکم کی توہین اور حاکم کی توہین میں فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے حاکم کے شرعی حکم کی توہین کو ارتداد لکھا ہے کیونکہ حاکم و قاضی شریعت کے مطابق ہی فیصلہ کرتا ہے اس لیے اس کے فیصلے کی توہین جو قرآن و سنت پر مبنی ہے دراصل شریعت ہی کی توہین ہے۔ پس اسی طرح اگر کوئی قرآن و سنت کا متفق علیہ مشہور و معروف غیر اجتہادی مسئلہ کسی ملک کے قانون کا حصہ ہو اور کوئی شخص اس کا مذاق اڑائے یا اس کی توہین کرے تو وہ دراصل شریعت ہی کی توہین ہوگی۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا عزم

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کہ فلاں راہب رسول اللہ ﷺ کی شان میں توہین کرتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اس کو سنتا تو ضرور قتل کر دیتا۔

شیخ ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

و علی هذا یحمل قول ابن عمر فی الراهب الذی قیل له: انه یسب النبی ﷺ فقال: لو سمعته لقتلته.

(الصارم المسلول: ص:۱۹۷)

اور اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہ کا قول محمول کیا جاتا ہے اس راہب کے بارے میں جس کے بارے میں آپ سے کہا گیا کہ وہ (نعوذ باللہ) نبی کریم ﷺ کو گالی دیتا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں اس کو سنتا تو اسے ضرور قتل کر دیتا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے توہین رسالت کرنے پر اس راہب کے بارے میں اپنے عزم کا اظہار کیا کہ اگر میں اس کو توہین کرتے سنتا تو ضرور اس کو قتل کر دیتا۔ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بطور فرد یہ ارشاد فرمانا اور اپنے عزم کا اظہار کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اگر کوئی فرد توہین رسالت پر کسی کو قتل کر دے تو یہ خلاف شریعت نہیں ہے۔

(۵) حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کا عمل

عصماء بنت مروان نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں توہین کرتی تھی اور اسلام میں عیب تلاش کرتی تھی۔ایک صحابی حضرت عمیر بن عدی خطمی رضی اللہ عنہ نے اس اس عورت کو رات کے اندھیرے میں قتل کر دیا۔جب انہوں نے فجر کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کی تو نماز سے فارغ ہوتے ہی نبی کریم ﷺ نے عمیر بن عدی کی طرف نظر رحمت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:
أ قتلت بنت مروان؟ کیا تم نے بنت مروان کو قتل کر دیا؟ آپ نے عرض کی جی ہاں، میرے والد آپ ﷺ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ۔آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: **هل علی فی ذلک شی یا رسول الله** ﷺ؟ اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اس بارے میں مجھ پر کوئی چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **لا ینتطح فیھا عنزان**۔پھر آپ ﷺ نے اپنے گرد بیٹھے ہوئے لوگوں سے ارشاد فرمایا: **اذا احببتم ان تنظروا الی رجل نصر الله و رسوله بالغیب فانظروا الی عمیر بن عدی**۔اگر تم چاہتے ہو کہ ایسے آدمی کی طرف دیکھو جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مدد کی ہے غیبی طور پر تو وہ عمیر بن عدی کی طرف دیکھ لے۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نابینا کی طرف دیکھو جو اللہ کی اطاعت میں خوش ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: **لا تقل الاعمی و لکنه البصیر**، اس کو نابینا مت کہو یہ تو بصیر ہے۔

(الصارم المسلول: ص: ۷۰)

حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے اذن کے بغیر اس عورت کو قتل کیا یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کوئی مسلمان توہین رسالت پر کسی کو اپنی ذاتی حیثیت میں بغیر اذن

امام قتل کر دے تو اس پر قصاص نہیں۔حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کا یہ سوال کرنا **هل علی فی ذلک شی یا رسول الله** ﷺ؟ اور آپ ﷺ کا یہ جواب دینا **لا ینتطح فیھا عنزان** اس کی واضح دلیل ہے۔پس ان تمام احادیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ توہین رسالت کرنے پر اگر کسی مسلمان نے کسی شخص کو بحیثیت فرد قتل کر دیا تو اس مقتول کا خون باطل ہوگا اور اس مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا۔یہی بات ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلوں اور صحابہ کے عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔اب ہم اسلامی قانون کی کتب سے حوالہ جات پیش کرتے ہوئے اس مسئلے کی مزید وضاحت کریں گے۔

(٦) شرح السیر الکبیر

شمس الائمہ امام سرخسی فرماتے ہیں:

ان الافضل له ان یرفعه الی الامام لیکون هو الذی یقتله لانه فیه معنی الحدو استیفاء الحدود الی الامام

(شرح السیر الکبیر، باب المرتدین کیف تحکم فیھم)

اور افضل یہ ہے مسلمان کے لیے کہ مرتد کو امام کے پاس لے جائے تا کہ امام ہی وہ ہو جو اس کو قتل کرے کیونکہ اس میں حد کا معنی ہے اور حدود کا نافذ کرنا امام کے لیے ہے۔

شمس الائمہ امام سرخسی کی اس بات سے یہ معلوم ہوا کہ مرتد کو قتل کرنا امام وقت کا ہی کام ہے اور امام ہی کو چاہیے کہ وہ مرتد پر قتل کی سزا کو نافذ کرے تاہم یہ افضل ہے کہ مرتد کو کوئی مسلمان خود قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے قتل نہ کرے بلکہ اسے امام کے پاس لے جائے تا کہ امام اس کو قتل کرے۔افضل ہونے کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کسی مسلمان نے خود اس کو قتل کر دیا تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

(۷)المبسوط

امام سرخسی فرماتے ہیں:

و المرتد غير مستحق للتخفيف.....و الجناية على المرتد هدر لان اعتبار الجناية عليه لعصمة نفسه و قد انعدمت العصمة بردته فكانت الجناية عليه هدرا

(المبسوط: كتا ب السير ،باب جنى الرتد جناية)

اور مرتد تخفیف کا مستحق نہیں۔۔۔۔۔اور مرتد پر جنایت باطل ہے کیونکہ جنایت کا اعتبار جان کی عصمت کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کی عصمت اس کے ارتداد کی وجہ سے منعدم ہوگئی۔ پس اس پر جنایت باطل ہوگی۔

(۸)القدوری

امام قدوری فرماتے ہیں:

فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام عليه كره له ذلك و لا شى على القاتل (القدورى:ص:۲۶۲)

پس اگر اسے کسی قاتل نے قتل کر دیا اس پر اسلام پیش کرنے سے قبل تو یہ اس کے لیے مکروہ ہے اور قاتل پر کوئی چیز نہیں۔

(۹)الجوهرة النيرة

شیخ الاسلام ابوبکر حداد یمینی اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

لان القتل مستحق عليه بكفره و الكفر مبيح الدم و العرض بعد بلوغ الدعوة غير واجب (الجوهرة النيرة:ج:۲/ص:۳۵۸)

کیونکہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے قتل کا مستحق ہے اور کفر خون کو مباح کرنے والا

ہے اور دعوت اسلام پہنچنے کے بعد اسلام کا پیش کیا جانا واجب نہیں ہے۔

(۱۰)الهداية

شیخ الاسلام برهان الدین فرغانی مرغینانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام عليه كره له ذلك و لا شى على القاتل)و معنى الكراهية ههنا ترك المستحب و انتفاء الضمان لان الكفر مبيح و العرض بعد بلوغ الدعوة غير واجب (الهداية: ج:۲/ص:۶۲۰)

(پس اگر اسے کسی قاتل نے قتل کر دیا اس پر اسلام پیش کرنے سے قبل تو یہ اس کے لیے مکروہ ہے اور قاتل پر کوئی چیز نہیں) اور کراہیت کا معنی یہاں مستحب کو ترک کرنا ہے اور تاوان کی نفی ہے کیونکہ کفر مبیح ہے اور اسلام کا دعوت اسلام پہنچنے کے بعد پیش کیا جانا واجب نہیں

(۱۱)فتح القدير

مجتہد امام ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام عليه)او قطع عضوا منه (كره له ذلك و لا شى على القاتل)و القاطع(لان الكفر مبيح)و كل جناية على المرتد هدر(و معنى الكراهة ههنا ترك المستحب)فهى كراهة تنزيه و عند من يقول بوجوب العرض كراهة تحريم و فى شرح الطحاوى اذا فعل ذلك اى القتل او القطع بغير اذن الامام ادب

(فتح القدير: ج:۵/ص:۳۱۰)

(پس اگر اسے کسی قاتل نے قتل کر دیا اسلام اس پر پیش کرنے سے قبل) یا اس

کا کوئی عضو کاٹ دیا (یہ اس کے لیے مکروہ ہے اور قاتل پر کوئی چیز نہیں) اور نہ ہی عضو کاٹنے والے پر (کیونکہ کفر مبیح ہے) اور مرتد پر ہر جنایت باطل ہے (اور کراہت کا معنی یہاں مستحب کا ترک کرنا ہے) وہ کراہت تنزیہی ہے اور جو اسلام کے پیش کیے جانے کو واجب قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے اور شرح طحاوی میں ہے جب وہ قتل کرے یا عضو کاٹ دے بغیر امام کی اجازت کے تو اسے تادیبا سزا دی جائے گی۔

(۱۲) البنایۃ

حافظ علامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

(فان قتله قاتل قبل عرض الاسلام عليه كره له ذلك و لا شي على القاتل) لان القتل وجب عليه بالنصوص لمجرد الكفر فلم يجب الضمان على قاتله لوجود المبيح (و معنى الكراهية ههنا ترك المستحب) لان في القتل تفويت العرض المستحب (البنایۃ: ج:۹/ ص:۳۸۲)

(پس اگر اسے کسی قاتل نے قتل کر دیا اس پر اسلام کے پیش کیے جانے سے قبل تو یہ مکروہ ہے اور قاتل پر کوئی چیز نہیں) کیونکہ قتل اس پر نصوص سے واجب ہے محض کفر کی وجہ سے پس مرتد کے قاتل پر تاوان نہیں ہوگا مباح کرنے والے امر کے وجود کی وجہ سے (اور کراہیت کا معنی یہاں مستحب کا ترک کرنا ہے) کیونکہ اس کو قتل کرنے میں اس پر اسلام پیش کرنا فوت ہوتا ہے جو مستحب ہے۔

مرتد کی سزا موت ہے اور امام وقت کو چاہیے کہ اس سزا کو نافذ کرے تاہم اگر کسی مسلمان نے اس کو مہلت دینے سے پہلے قتل کر دیا تو اس میں کراہت تنزیہی ہے کیونکہ علما کے مابین مرتد پر اسلام کو

پیش کیے جانے کے حکم بارے میں اختلاف ہے۔ بعض علما اس کے وجوب کے قائل ہیں جبکہ احناف اس کو مستحب قرار دیتے ہیں اس لیے کہ مرتد کو دعوت اسلام پہنچ چکی ہے۔ پس اگر مرتد کو کسی مسلمان نے مہلت سے پہلے ہی قتل کر دیا تو یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے اور اس قاتل پر قصاص نہیں۔ مرتد کا خون کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بغاوت کی وجہ سے مباح اور حلال ہوتا ہے اس لیے اس کو قتل کرنے والے پر قصاص یا تاوان نہیں ہے۔ البتہ قانون کو ہاتھ میں لینے اور امام پر سبقت کرنے کی وجہ سے امام اس قاتل کو اپنی صوابدید کے مطابق تادیبا سزا دے گا جو موت، تاوان یا دیت نہیں ہو سکتی۔

(۱۳) فتاویٰ قاضی خان

امام اوزجندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و ردة الرجل تبطل عصمة نفسه حتى لو قتله قاتل بغير اذن امر القاضي عمدا او خطا او بغير امر السلطان او تلف عضوا من اعضائه لا شي عليه

(فتاویٰ قاضی خان: ج:۴/ ص:۴۲۷)

اور آدمی کا ارتداد اس کی جان کی عصمت وحفاظت کو باطل کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اس کو کسی قاتل نے قاضی کی اجازت کے بغیر قتل کر دیا جان بوجھ کر یا غلطی سے یا سلطان کی اجازت کے بغیر یا اس کے اعضاء میں سے کوئی عضو تلف کر دیا تو اس پر کوئی چیز نہیں

امام قاضی خان علیہ الرحمۃ نے اس مسئلے کو بہت وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ آپ کے فتویٰ کے مطابق کیونکہ مرتد کا ارتداد اس کی جان کی عصمت وحرمت کو باطل کر دیتا ہے اس لیے اگر کسی شخص نے اس کو امام وقت، قاضی یا سلطان کی اجازت کے بغیر قتل کر دیا چاہے اس کا یہ عمل جان بوجھ کر ہو یا غلطی سے بہرصورت اس قاتل پر قصاص، دیت یا تاوان نہ ہوگا۔

(۱۴)جامع الرموز

امام شمس الدین محمد خراسانی قہستانی فرماتے ہیں:

(و قتله)ای المرتد(قبل العرض)ای عرض الاسلام عليه (ترک ندب) كما مر (بلا ضمان)و دية على القاتل لان الارتداد يبيح القتل (جامع الرموز: ج:۲/ص:۵۸۳)

(اوراس کوقتل کرنا) یعنی مرتد کو(پیش کرنے سے قبل)یعنی اس پر اسلام پیش کرنے سے قبل (مستحب کوترک کرنا ہے)جیسا کہ گزر چکا ہے(بغیر تاوان کے)اوردیت کے کیونکہ ارتداد اس کے قتل کو مباح کر دیتا ہے۔

(۱۵)النتف

شیخ الاسلام قاضی القضاۃ امام سغدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فان ارتد الرجل عن الاسلام استتابه الامام فان تاب و الا قتل و الافضل ان يستتيبه ثلاثة ايام يكرر عليه التوبة فان تاب قبل منه و ان ابا قتله بالاتفاق فان لم يستتبه و قتله او قتله رجل غير الامام فلا شی عليه فی ذلک لانه حلال الدم (النتف فی الفتاویٰ:ص:۴۲۴)

پس اگر اسلام سے کوئی آدمی مرتد ہوگیا تو امام اس سے توبہ کو طلب کرے گا اگر وہ توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کیا جائے گا اور افضل یہ ہے کہ اس سے امام تین دن تک توبہ طلب کرے اوراس پر توبہ کو بار بار پیش کرے اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے امام قبول کر لے اور اگر وہ انکار کر دے تو امام اس کو قتل کر دے بالاتفاق اور اگر اس سے توبہ کو طلب نہ کیا یا اس کو امام کے علاوہ کسی اور آدمی نے قتل کر دیا تو اس پر کوئی چیز نہیں اس میں کیونکہ اس کا خون حلال ہے۔

(۱۶)الفتاویٰ الهندية

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

و ان قتله قاتل قبل عرض الاسلام او قطع عضوا منه كره ذلك كراهة تنزيه هكذا فی فتح القدير .فلا ضمان عليه لكنه اذا فعل بغير اذن الامام ادب على ما صنع كذا فی غاية البيان (الفتاویٰ الھندیۃ: ج:۲/ص:۳۵۴)

اوراگر اسے کوئی قاتل قتل کر دے اسلام پیش کرنے سے قبل یا اس کا کوئی عضو کاٹ دے تو یہ مکروہ ہے،مکروہ تنزیہی اسی طرح فتح القدیر میں ہے۔اس پر کوئی تاوان نہیں لیکن جب وہ یہ کام امام کی اجازت کے بغیر کرے تو امام اس کو ادب سکھائے گا اس پر جو اس نے کیا ہے اسی طرح غایۃ البیان میں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں بھی اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ مرتد کو قتل کرنا امام وقت کا کام ہے لیکن اگر کوئی شخص امام کی اجازت کے بغیر ہی مہلت دینے سے قبل اس کو قتل کر دے تو امام اس قاتل کو امام پر سبقت لے جانے کی وجہ سے تادیب یا سزا دے گا۔اس قاتل پر قصاص یا تاوان نہ ہوگا۔

(۱۷)کنز الدقائق

امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

و كره قتله قبله و لم يضمن قاتله (کنز الدقائق:ص:۲۱۳)

اور مکروہ ہے اس کا قتل کیا جانا اوراس کے قاتل پر تاوان نہیں۔

(۱۸)البحر الرائق

شیخ ابن نجیم فرماتے ہیں:

ای قبل عرض الاسلام لان الاسلام مرجو قال فی الهداية :و معنی الکراهة هنا ترک المستحب ا ھ یعنی فهی کراهة تنزيه و هو مبنی علی القول باستحباب العرض و اما من قال بوجوبه فهی کراهة تحريم کما فی فتح القدير .اطلقه فشمل قتل الامام و غيره لکن ان قتله غيره او قطع عضوا منه بغير اذن الامام ادبه الامام کما فی شرح الطحاوی.قوله (لم يضمن قاتله لان الکفر مبيح للقتل)و کل جناية علی المرتد فهی هدر

(البحرالرائق:ج:۵/ص:۲۱۷)

یعنی اسلام کے پیش کیے جانے سے پہلے کیونکہ اس کے اسلام کی امید ہے۔ہدایہ میں کہا:اور کراہیت کا معنی یہاں مستحب کوترک کرنا ہے۔یعنی وہ کراہت تنزیہی ہے اور وہ مبنی ہے اسلام پیش کرنے کے مستحب ہونے کے قول پر۔جہاں تک ان کا تعلق ہے جنھوں نے اس کو واجب کہا تو ان کے نزدیک یہ مکروہ تحریمی ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے۔اس کو مطلقا بیان کیا ہے۔پس یہ شامل ہے امام اور غیر امام کے قتل کرنے کو لیکن اگر اس کو غیر امام نے قتل کیا یا اس کا کوئی عضو کاٹا امام کی اجازت کے بغیر تو امام اس کو تادیبا سزا دے گا۔جیسا کہ شرح الطحاوی میں ہے۔آپ کا یہ کہنا(اس کے قاتل پر تاوان نہیں ہوگا کیونکہ کفر قتل کو مباح کرنے والا ہے)اور مرتد پر ہر جنایت باطل ہے۔

(۱۹) تبيين الحقائق

امام فخرالدین عثمان بن علی زیلعی فرماتے ہیں:

ای کره قتله وبل عرض الاسلام عليه لان فی قتله تفويت العرض المستحب و قال صاحب الهداية و معنی الکراهية هنا ترک المستحب قال رحمه الله:(لم يضمن قاتله)لان الکفر بوصف الحراب مبيح و العرض بعد بلوغ الدعوة غير واجب فلم يضمن لذلک و لقوله عليه السلاة و السلام من بدل دينه فاقتلوه

(تبیین الحقائق:ج:۴/ص:۱۷۳)

یعنی اس کا قتل مکروہ ہے اور بلکہ اس پر اسلام پیش کیا جائے گا کیونکہ اس کے قتل میں اسلام پیش کیے جانے کا فوت ہونا ہے جو مستحب ہے۔صاحب ہدایہ نے کہا یہاں کراہیت کا معنی مستحب کو ترک کرنا ہے۔آپ نے فرمایا(اس کے قاتل پر تاوان نہیں) کیونکہ کفر حرابہ کے وصف کے ساتھ مباح کرنے والا ہے اور دعوت پہنچنے کے بعد اسلام کا پیش کیا جانا واجب نہیں۔پس اس وجہ سے اس پر تاوان نہیں ہوگا۔اور رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث کی وجہ سے کہ جو اپنا دین تبدیل کرے اس کو قتل کردو۔

(۲۰)احکام القرآن

امام ابوبکر جصاص رازی فرماتے ہیں:

و کذلک لو قتل مرتدا لم يجب القودو لو جرحه و هو مسلم ثم ارتد ثم مات من الجراحةسقط القود فاستوی فيه

حكم الابتداء و البقاء

(احکام القرآن: باب: قتل المؤمن بالکافر، ج:۱/ص:۱۷۴)

اوراسی طرح اگر مؤمن نے مرتد کو قتل کر دیا تو قصاص واجب نہ ہوگا اور اگر اس نے اس کو زخمی کیا اس حال میں کہ مسلمان ہو پھر مرتد ہو جائے پھر مرجائے اس زخم کی وجہ سے تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔اس میں ابتداء اور بقا کا حکم برابر ہے۔

آپ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

فقال ابو حنيفة و ابو يوسف و محمدوزفر:فی الاصل لا يقتل المرتد حتی يستتاب و من قتل مرتدا قبل ان يستتاب فلا ضمان عليه

(احکام القرآن: ج:۲/ص:۳۵۸)

ابوحنیفہ اورابو یوسف اورمحمد اورزفر رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا:اصل میں مرتد کو قتل نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ اس سے توبہ کو طلب کی جائے اور جس نے مرتد کو قتل کر دیا قبل اس کے کہ اس سے توبہ کو طلب کی جائے تو اس پر تاوان نہیں۔

(۲۱)الفتاویٰ التاتار خانية

مولانا عالم دہلوی فرماتے ہیں:

و فی الکافی:و ان قتله قاتل قبل عرض الاسلام عليه كره ،و معنى الكراهة ترک المستحب،و لا شی علی القاتل

(الفتاویٰ التاتارخانیہ: ج:۵/ص:۳۷۴)

اور کافی میں ہے:اور اگر اسے قتل کر دیا کسی قاتل نے قبل اس کے کہ اس پر اسلام پیش کیا جائے تو یہ مکروہ ہے اور کراہیت کا معنی مستحب کو ترک کرنا

ہے اور قاتل پر کوئی چیز نہیں۔

(۲۲)در مختار

علامہ حصکفی فرماتے ہیں:

(و كره قتله قبل العرض بلا ضمان)لان الكفر مبيح للدم

(الدر المختار: ج:۶/ص:۳۶۱)

(اور مکروہ ہے اس کو قتل کرنا اسلام پیش کرنے سے قبل بغیر تاوان کے) کیونکہ کفر مباح کرنے والا ہے خون کو

(۲۳)رد المحتار

قال فی المنح:و اطلق فشمل الامام و غيره،لكن ان قتله غيره او قطع عضوا منه بلا اذن الامام ادبه الامام

(ردالمحتار: ج:۶/ص:۳۶۱)

منح میں کہا:اور یہ مطلق ہے۔پس یہ شامل ہے امام اور غیر امام کو لیکن اگر اس قتل کر دیا امام کے علاوہ کسی اور نے یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیا امام کی اجازت کے بغیر تو امام اس کو تادیبا سزا دے گا۔

مذکورہ بالا تما احادیث اور فقہا کرام کے اقوال سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اگر کسی شخص کا توہین رسالت یا استخفاف شریعت یا کسی اور وجہ سے مرتد ہونا ثابت ہو جائے اور کوئی مسلمان اس کو قتل کر دے تو اس قتل کرنے والے کو نہ تو قصاص میں سزائے موت دی جائے گی اور نہ ہی اس پر دیت یا تاوان ہوگا۔البتہ امام کو چاہیے کہ ایسے شخص کو امام پر سبقت لے جانے اور قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی وجہ سے تادیبا سزا دے۔پس بعض علما کا یہ کہنا کہ ”اگر چہ یہ ثابت بھی ہو جائے کہ کسی کی گفتگو توہین رسالت پر مبنی ہے تب بھی اس کو قتل کرنے والا قاتل ہے اور اس کی سزا موت ہے“،احادیث اور فقہائے اسلام کے مطابق درست نہیں۔

خلاصہ:

۱۔توہین رسالت کرنا یا امر شارع ﷺ کا استخفاف،استہزایا اس کا مذاق اڑانا کفر ہے۔اگر کوئی مسلمان شریعت اسلامیہ میں سے کسی بھی امر کی توہین کرے اسے کالا،ظالمانہ،سخت یا غیر انسانی کہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔یادرہے کہ جس طرح براہ راست توہین رسالت کرنا کفر ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کی شریعت کی توہین کرنا بھی کفر ہے کیونکہ امر شارع کی توہین دراصل شارع کی ہی توہین ہے۔

۲۔مرتد کا خون اپنے کفر کی وجہ سے حلال اور مباح ہوجاتا ہے۔اس کی سزا قتل ہے۔

۳۔مرتد کی سزا قتل کو نافذ کرنا امام وقت یا قاضی وسلطان پر فرض ہے۔

۴۔کسی مسلمان کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ قانون ہاتھ میں لیتے ہوئے امام پر سبقت کرے اور مرتد کو قتل کردے۔

۵۔مرتد کو مہلت دینا مستحب ہے تاکہ وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے۔

۶۔اگر کسی کا مرتد ہونا ثابت ہوجائے اور کوئی فرد اس کو قتل کردے تو اس کا یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے۔افضل یہی ہے کہ ایسے شخص کو امام کے پاس پیش کیا جائے تاکہ امام ہی موت کی سزا کا نفاذ کرے۔

۷۔مرتد کو قتل کرنے والے کو قصاص میں موت کی سزا نہیں دی جاسکتی کیونکہ مرتد کا خون حلال و مباح ہے۔حلال ومباح خون بہانے کی سزا موت نہیں ہے اور نہ ہی ایسے شخص پر دیت وتاوان واجب ہوگا۔

۸۔جو شخص امام پر سبقت کرتے ہوئے کسی مرتد کو قتل کردے تو امام کو چاہیے کہ ایسے شخص کو تادیبا سزا دے۔تاہم وہ سزا موت،دیت یا تاوان نہیں ہوسکتی۔

۹۔اگر کوئی شخص کسی آدمی پر بہتان باندھے اور اسے ارتداد کے بہانے قتل کردے تو قاضی کو چاہیے ایسے شخص کو ایک مسلمان پر ارتداد کا بہتان باندھ کر قتل کرنے کے جرم میں سزائے موت دے۔

۱۰۔اگر کسی کا مرتد ہونا ثابت ہوجائے اور اس کو کوئی مسلمان قتل کردے جبکہ امام وقت خود فاسق

معلن اور فاجر ہو اور مرتد کو خود سزا دینے کا کوئی ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو ایسے مسلمان کو تادیبا بھی سزا نہیں ملنی چاہیے۔

۱۱۔ہم نے اختصار کے ساتھ اس مسئلے کی اصولی طور پر وضاحت کی ہے۔اس حوالے سے جتنے اعتراضات انتظامی نوعیت کے کیے جاتے ہیں ان کے جواب میں ہم صرف اتنا کہیں گے کہ ان کا سبب مجموعی طور پر نظام کا خراب ہونا ہے۔لہذا اس وجہ سے اسلامی قانون کو ناقابل عمل قرار دینا درست نہیں۔اس مضمون کے اختتام پر ہم اہل تحقیق اور اہل علم حضرات کے لیے یہ سوال چھوڑ رہے ہیں کہ اگر کسی شخص معیّن کے ارتداد میں غیر سرکاری اور مجتہد علماء کا اختلاف ہو،اور ایسے شخص کو کوئی مسلمان قتل کردے تو اس مسلمان کو مجتہدین کے اختلاف کی وجہ سے سزائے موت تو نہیں دی جاسکتی تو پھر کیا اس پر دیت واجب ہوگی یا اس پر تاوان دینا لازم آئے گا؟

عمیر محمود صدیقی
(btm1432@gmail.com)
۱۲ اکتوبر ۲۰۱۱ء

مصادر ومراجع

۱۔القرآن الکریم

۲۔المفردات،الامام راغب اصفہانی،نور محمد اصح المطابع،کراچی، پاکستان

۳۔احکام القرآن،امام ابوبکر احمد بن علی رازی بصاص، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان

۴۔الجامع لاحکام القراان،امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی،مکتبہ رشیدیہ،کوئٹہ پاکستان

۵۔سنن ابی داؤد،الامام ابوداؤد سلیمان بن اشعث،مکتبہ رحمانیۃ،لاہور، پاکستان

۶۔تقویم الادلۃ،امام ابوزید عبیداللہ بن عمر بن عیسیٰ دبوسی،قدیمی کتب خانہ،آرام باغ کراچی، پاکستان۔

۷۔افاضۃ الانوار،علامہ علاؤالدین حصنی،منشورات ادارۃ القرآن،کراچی، پاکستان

۸۔نسمات الاسحار،علامہ محمد امین بن عمر بن عابدین شامی،منشورات ادارۃ القرآن،کراچی، پاکستان

۹۔شرح منارالانوار،امام عبداللطیف ابن ملک،دارالکتب العلمیہ،بیروت، لبنان

۱۰۔المنار،امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی،منشورات ادارۃ القرآن،کراچی، پاکستان

۱۱۔شرح السیر الکبیر،الامام ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سھل السرخسی،المکتب للحرکۃ الثورۃ الاسلامیۃ للمجاھدین افغانستان،۱۴۰۵ھ

۱۲۔المبسوط،،الامام ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سھل السرخسی،المکتبۃ الغفاریہ کانسی روڈ کوئٹہ

۱۳۔القدوری،الامام احمد بن محمد قدوری،المصباح ا،ردو بازار لاہور، پاکستان

۱۴۔المحیط البرھانی،امام محمود بن احمد بن عمر برہان الدین مازہ،منشورات ادارۃ القرآن،کراچی، پاکستان

۱۵۔الاشباہ والنظائر،الشیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف بابن نجیم،

۱۶۔الفتاویٰ قاضی خان،امام حسن بن منصور بن محمود اوزجندی،حافظ کتب خانہ مسجد روڈ کوئٹہ پاکستان

۱۷۔الفتاویٰ الھندیۃ،علامہ شیخ نظام و جماعۃ من علماء الھند،مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان

۱۸۔الدرالمختار،علامہ حصکفی،مکتبہ امدادیہ،ملتان

۱۹۔ردالمحتار،علامہ ابن عابدین شامی،مکتبہ امدادیہ،ملتان

۲۰۔الفتاویٰ التاتارخانیہ،عالم بن علاء دہلوی،قدیمی کتب خانہ،آرام باغ کراچی

۲۱۔الجوھرۃ النیرۃ،شیخ الاسلام ابوبکر بن علی حدادیمنی،قدیمی کتب خانہ،آرام باغ کراچی۔

۲۲۔الھدایۃ،الامام ابوالحسین علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی،المصباح،بک لینڈ،اردو بازار،لاہور

۲۳۔فتح القدیر،امام کمال الدین بن عبدالواحد بن ہمام،المکتبۃ الحقانیۃ محلّہ جنگی پشاور پاکستان

۲۴۔البنایۃ،علامہ بدرالدین عینی،مکتبہ حقانیہ ملتان، پاکستان

۲۵۔جامع الرموز،شمس الدین محمد خراسانی قہستانی،ایم ایچ کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی پاکستان

۲۶۔النتف،قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن حسین بن محمد سغدی،مکتبہ عثمانیہ کانسی رودکوئٹہ پاکستان

۲۷۔کنزالدقائق،امام حافظ الدین عبداللہ بن احمد نسفی،المکتبۃ العربیۃ،دستگیر کالونی کراچی۔

۲۸۔البحرالرائق،الشیخ زین الدین بن ابراہیم المعروف بابن نجیم،داراحیاء التراث العربی،بیروت لبنان

۲۹۔تبیین الحقائق،فخر الدین عثمان بن علی زیلعی،ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی پاکستان

۳۰۔الشفاء،قاضی عیاض مالکی،دارالکتب العلمیہ،بیروت لبنان

۳۱۔الصارم المسلول،شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ،دارابن حزم،بیروت لبنان

۳۲۔المسایرۃ،امام کمال الدین محمد بن ہمام،المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت لبنان

۳۳۔العقائد النسفیۃ،امام عمر نسفی،قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان

۳۴۔شرح العقائد النسفیۃ،سعدالدین مسعود بن عمر،قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی پاکستان

۳۵۔لسان العرب،الامام ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور،دار الفکر بیروت،لبنان،۱۸۹۴ء

☆ ۳۶۔تفسیر بغوی،۳۷۔تفسیر ابن ابی حاتم،۳۸۔تفسیر زاد المسیر،۳۹۔تفسیر اللباب،۴۰۔الدرالمنثور اور ۴۱۔تفسیر خازن کا مطالعہ المکتبۃ الشاملۃ سے کیا گیا ہے۔